بِسْمِ

انٹرنیشنل

نومبر 2019ء
رَبیع الاول / ربیع الثانی ۱۴۴۱

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ترجمان۔ واحد جماعت جس کا عقیدہ ہے کہ

حضرت محمد مصطفی (ﷺ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا

قرآن ایک مکمل کتاب ہے جس کی کسی آیت کی نہ تلاوت منسوخ ہے اور نہ حکم

حضرت مرزا غلام احمدؒ مُدعی نبُوت نہیں مجدد صد چہاردہم تھے، جس کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح و مہدی کے القاب سے کی تھی۔

مدیران

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

ارشد علوی

فہرست مضامین

۱: کلامِ امام۔	۲
۲: خطبہ حضرت مولانا محمد علی	۳
۳: اخبار	۸

مُبارک ہو

نومبر میں ۱۵۳۰ احباب کی جماعت احمدیہ لاہور کی بیعت، تین نئ شاخوں کا قیام اور آئیوری کوسٹ جماعت نے اپنی مسجد قائم کرلی۔

حضرت مسیح موعود کی ہدایات

- ہم مسلمان فرقہ احمدیہ ہیں۔ ہمارا تعلق کسی اور فرقہ سے نہیں!
- "مجھے چھوڑ کر تم کون سا اسلام (تبلیغ کے لئے) پیش کروگے!"
- کلمہ گو کو کافر کہنے والے کے پیچھے نماز کسی حالت میں جائز نہیں۔
- احمدی کے لئے لازمی ہے کہ ہر ماہ چندہ دے۔ جو شخص تین ماہ تک چندہ نہیں دیتا وہ جماعت سے خارج ہے۔
- ہر احمدی کے لئے اپنی وصیت میں جماعت کے لئے ایک حصہ چھوڑنا لازمی ہے۔

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

www.virtualmosque.co.uk پر دیگر نشریات

پروگرام و اوقات

جمعہ - انگریزی	13:00
درس - بعد از جمعہ انگریزی	13:30
ماہانہ اجلاس - انگریزی - ہر ماہ پہلی اتوار	15:00
عیدین - انگریزی	11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین - پنجابی	13:00	سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور تبادلہ خیالات - ہر اتوار 09:00

سکائپ آئی ڈی

Lahori-Ahmadi

عالمگیر (ذیلی مرکز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

پتہ برائے خط و کتابت

15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ

www.virtualmosque.co.uk

ای میل: info@aaiil.uk

وقت تھا، وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا۔

کلامِ امامؑ
از حضرت مرزا غلام احمدؒ
مُرتّب: ارشد علوی

قرآن میں بے ایمانی کو زقوم سے مُشابہت

اور جیسا کہ قرآن شریف نے عالمِ آخرت میں ایمان کے پاک درختوں کو انگور اور انار اور عمدہ عمدہ میووں سے مشابہت دی ہے اور بیان فرمایا ہے کہ اس روز وہ ان میووں کی صورت میں متمثل ہوں گے اور دکھائی دیں گے۔ ایسا ہی بے ایمانی کے خبیث درخت کا نام عالمِ آخرت میں زقُوم رکھا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے:- اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۔اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ۔اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۔ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۔(الصفت: ٦٢ تا ٦٥) اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۔ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۔ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۔كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۔(الدخان:۴۳تا۴۶)۔ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۔ (الدخان:۴۹) یعنی تم بتلاؤ کہ بہشت کے باغ اچھے ہیں یا زقُوم کا درخت۔ جو ظالموں کے لئے ایک بلا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑھ میں سے نکلتا ہے یعنی تکبّر اور خُود بینی سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی دوزخ کی جڑھ ہے اس کا شگوفہ ایسا ہے جیسا کہ شیطان کا سر۔ شیطان کے معنے ہیں ہلاک ہونے والا۔ یہ لفظ شیط سے نکلا ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ اس کا کھانا ہلاک ہونا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ زقُوم کا درخت ان دوزخیوں کا کھانا ہے جو عمداً گناہ کو اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ کھانا ایسا ہے جیسا کہ تانبا گلا ہوا کھولتے

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رسالت پر ایمان

۲۔ آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خاتم النّبیّین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ :۔ "اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ختم ہو گئی۔"

۳۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسُوخ نہیں، نہ قیامت تک منسُوخ ہو گا۔

۴۔ بُطابق فرمانِ نبوی حضرت محمدؐ کے بعد مجدّدین آئیں گے۔ اِس اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء

۵۔ ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہلسنّت کے مُسلّمہ بزرگ ہوں یا اہلِ تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدّد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶۔ ہر ایک شخص جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوٰی مجدّد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: "اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوٰی کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔

ہوئے پانی کی طرح پیٹ میں جوش مارنے والا۔ پھر دوزخی کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ اس درخت کو چکھ۔ تُو عزت والا اور بزرگ ہے۔ یہ کلمہ نہایت غضب کا ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ اگر تو تکبّر نہ کرتا اور اپنی بزرگی اور عزت کا پاس کرکے حق سے مُنہ نہ پھیرتا تو آج یہ تلخیاں تجھے اُٹھانی نہ پڑتیں۔ یہ آیت اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ دراصل یہ لفظ زقُوم کا ذُق اور اُم سے مُرکّب ہے اور اُم۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (الدخان: ۴۹)۔ کا ملخص ہے۔ جس میں ایک حرف پہلے کا اور ایک حرف آخر کا موجود ہے اور کثرت استعمال نے ذال۔ ؔو زآ کے ساتھ بدل دیا ہے۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دُنیا کے ایمانی کلمات کو بہشت کے ساتھ مشابہت دی ہے۔ ایسا ہی اسی دُنیا کے بے ایمانی کے کلمات کو زقُوم کے ساتھ مشابہت دی اور اس کو دوزخ کا درخت ٹھہرایا۔ اور ظاہر فرمادیا کہ بہشت اور دوزخ کی جڑھ اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے۔ جیسا کہ دوزخ کے باب میں ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ (الھمزۃ: ۷،۶) یعنی دوزخ وہ آگ ہے جو خُدا کا غضب اس کا منبع ہے اور گناہ سے بھڑکتی ہے۔ اور پہلے دل پر غالب ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُس آگ کی اصل جڑھ وہ غم اور حسرتیں اور درد ہیں جو دِل کو پکڑتے ہیں۔ کیونکہ تمام رُوحانی عذاب پہلے دِل سے ہی شروع ہوتے ہیں اور پھر تمام بدن پر محیط ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایک جگہ فرمایا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (البقرۃ: ۲۴) یعنی جہنم کی آگ کا ایندھن۔ جس سے وہ آگ ہمیشہ افروختہ رہتی ہے۔ دو چیزیں ہیں۔

ایک وہ انسان جو حقیقی خُدا کو چھوڑ کر اور اور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں یا ان کی مرضی سے ان کی پرستش کی جاتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (الانبیاء: ۹۸) یعنی تم اور تمہارے معبود باطل جو انسان ہو کر خُدا کہلاتے رہے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

دوسرا ایندھن جہنم کا بُت ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا وجود نہ ہوتا تو جہنم بھی نہ ہوتا۔ سو ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ خُدا تعالیٰ کے پاک کلام میں بہشت اور دوزخ اس جسمانی دُنیا کی طرح نہیں ہے بلکہ ان دونوں کا مبداء اور منبع رُوحانی اُمور ہیں۔ ہاں وہ چیزیں دُوسرے عالم میں جسمانی شکل پر نظر آئیں گی۔ مگر اس جسمانی عالم سے نہیں ہوں گی۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، صفحہ۔۹۷)

(فہرست مضامین)

۵ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء

جماعت کی قوتوں کو مضبوط کریں

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضرت مولیناؓ نے ذیل کی قرآنی آیت تلاوت کی:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ (۹:۳۳)

ترجمہ: "وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ اس کو کل دینوں پر غالب کرے، گو مشرک بُرا ہی مانیں۔"

اور پھر آپؓ نے فرمایا کہ اس وقت مسلمانوں کے سامنے یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ جب قرآن مکمل ہے۔ اسلام دین کامل ہے۔ نبوت ختم ہو چکی ہے تو یہ پیشگوئیاں، کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا، مہدی اور مسیح نزول فرمائیں گے، کیا غرض رکھتی ہیں؟ کیا مجددوں کے آنے اور مسیح اور مہدی کے نزول سے امور دینی میں اور اعتقادات اسلامی میں کچھ اضافہ ہوتا رہے گا؟ اور اس طرح پر دین اسلام کے کامل دین ہونے اور قرآن کے کامل کتاب

ہونے میں نقص واقع نہ ہو گا۔ حالانکہ قرآن کریم علی الاعلان کہہ رہاہے کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (۳:۵) کہ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے لہٰذا یہ پیشگوئیاں قابل اعتبار نہیں! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کج فکری حقیقت پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

کیا یہ پیشگوئیاں ختم نبوت کے منافی نہیں؟

دیکھنا یہ ہے کہ آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، جن پر نبوت ختم ہوئی، اور جو فرماتے ہیں۔ بُعِثْتُ اِلَی الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ کہ میں سیاہ و سرخ یعنی تمام اقوام کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور جو ختم نبوت کو ہم سے بہتر طریق سے سمجھتے تھے ، یہ بات فرمائی ہے یا نہیں۔ اگر یہ پیشگوئیاں آپؐ کی ہیں، تو یہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہو سکتیں۔ آپؐ نے ہی فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشَکَنَّ اَنْ یَنْزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور پھر فرماتےہیں کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا؟ جب ابن مریم تم میں آئے گا اور وہ تمہارا امام تمہیں میں سے ہو گا! اور فرماتےہیں اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سُنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا آخر یہ باتیں کیوں فرمائیں؟ نہ یہ بے حقیقت ہیں۔ نہ ختم نبوت کے منافی ہیں۔ صرف کم فہمی اور قلت تدبر کا نتیجہ ہے، جو ایک گروہ افراط کا مرتکب ہو کر ایک طرف چلا گیا، اور دوسرا تفریط میں مبتلاء رہ کر دوسری راہ اختیار کر رہاہے۔

دین کامل کے بعد مجدد کا ماننا کیوں ضروری ہے؟

کوئی کہتا ہے کہ مسلمانوں کو ان سے کیا تعلق؟ ہمارا دین کامل، ہمارا قرآن کامل، ہم کیوں ان کو مانیں؟ اور اس جھگڑے میں کیوں پڑیں؟ کہ فلاں مجدد ہے یا نہیں۔ فلاں مسیح ہے یا نہیں۔ مگر یاد رکھو صحیح بات یہ ہے کہ یہ پیشگوئیاں معمولی نہیں۔ ان کے نیچے ایک عظیم الشان حقیقت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے فرمانے سے مقصد یہ تھا کہ ان میں اسلام کی عدیم النظیر کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ اور وہی اس آیت ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ الخ کے الفاظ سے ظاہر فرمایاہے کہ ایک وقت آئے گا کہ کافروں اور دشمنانِ حق کے پیچ و تاب کھانے کے باوجود اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا۔ اس سے پہلے کی آیت میں آچکا ہے۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ (۳۲:۹) وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں، اور اللہ کو کچھ منظور نہیں مگر یہی کہ اپنے نور کو پورا کرے، گو کافر بُرا ہی جانیں۔ چنانچہ اس آیت کے ساتھ ہی فرمایا ہے کہ خدا وہ ہے جس نے اپنے نبی کو ہدایت و حقانیت کے ساتھ بھیجا۔ اور آخر کار اس کے سامنے ادیان باطل سرنگوں ہو جائیں گے۔ خواہ مشرک کتنا ہی اس کو ناپسند کریں۔

دین کے کامل ہونے سے کیا مراد ہے؟

مسیح اور مجدد کی پیشگوئیوں پر اب ناک چڑھائی جاتی ہے۔ اب یہ آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ جب دین مکمل ہے، شریعت مکمل ہے تو پھر کسی اور کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ فی الواقعہ بظاہر یہ بات بڑی بھلی معلوم ہوتی ہے، مگر حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ دین کا کامل ہونا اور بات ہے۔ اور دین کو ساری دنیا میں پھیلانا اور۔ اس کا دوسرے ادیان پر غالب کرنا جدا امر ہے۔ کیا ہم اس بات پر خوش ہو کر بیٹھ رہیں کہ چلو دین کامل ہے۔ اور بس تبلیغ و اشاعت کی کیا ضرورت؟ مگر اس سے کیا فائدہ! کروڑ ہا مخلوق ہے، جو خُدا کی ہستی سے بھی بے خبر ہے۔ وہ نہیں جانتی کہ وہ قادر ہے، طاقت رکھتا ہے، بولتا ہے۔ اپنی نوازشیں فرمانبردار بندوں پر کرتا ہے۔ بے شمار لوگ ہیں، جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے بے خبر ہیں۔ آپ کی سنت سے ناواقف۔ آپ کے منکر اور دین اسلام سے بیزار۔ کیا ضرورت نہیں کہ ان کے سامنے حقیقت کھول کر رکھی جائے؟ اور ان پیشگوئیوں کی تہہ میں یہی راز ہے کہ دین اسلام کی تبلیغ کی طرف

توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ بے معنی نہیں کہ ان کی ضرورت سے بلاوجہ انکار کر دیا جائے۔ اسلام کے سامنے جو غلبہ کا اہم ترین سوال موجود ہے، اس کا حل ان سے وابستہ ہے۔

افراط و تفریط کرنے والے دو گروہ

بات یہ ہے کہ اچھی سے اچھی بات کو افراط و تفریط کے رنگ میں لیا جائے، تو وہ بُری معلوم ہوتی ہے۔ اس کی وقعت جاتی رہتی ہے۔ اور حقیقت نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آج ہمارے سامنے ہے کہ مسیح و مہدی کی پیشگوئیوں میں دو گروہ افراط و تفریط کی طرف جا رہے ہیں۔ ہر دو گروہ اصل حقیقت کی تو پروا نہیں کرتے اور اپنی اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ ایک گروہ نے مجدد کو نبوت کے درجے تک پہنچا دیا۔ اور دوسرا گروہ پیشگوئیوں کا ہی انکار کر رہا ہے۔

افراط یہ ہے کہ پیشگوئی کو تو قبول کیا، لیکن اس کے ساتھ ہی ختم نبوت کا انکار کر دیا۔ تکمیل دین کو جواب دیا۔ مسلمانوں کی تکفیر کا دروازہ ایسا کھول دیا کہ کروڑ در کروڑ بے خبر مسلمان، جو نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے، قرآن کریم کو اپنا ہادی اور رہنما اور خدا کا آخری پیغام مانتے ہیں، وہ سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے! کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ منسوخ ہو گیا! کیونکہ آج اس کو پڑھ کر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا! نبوت کا دروازہ ایسا کھلا کہ زید و بکر ہر شخص نبی بن سکتا ہے! اور نبوت موہبت نہ رہی۔ بلکہ جس نے کوشش کی اسے نبوت مل گئی! یہ خوش ہیں کہ ہندوستان میں نبی آگیا۔ اور ہم چند خوش قسمت بچ گئے اور باقی چین و ترکستان اور افریقہ کے اور دوسرے ممالک کی آبادیوں کے لوگ کافر ہو گئے۔ حالانکہ انہیں اس نبی کی خبر بھی نہیں۔ مگر کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسی طرح اگر کوئی چین میں یا افریقہ میں نبی بن گیا ہو تو یہ تو خود گھر بیٹھے ہی کافر بن گئے ہوں! ہمارے نبی کی وجہ سے وہ کافر اور ان کے نبی کی وجہ سے ہم کافر۔ یہ ہے غلو کا رنگ!

تفریط یہ ہے کہ سرے سے پیشگوئی کا ہی انکار کر دیا۔ کسی نے کہا کہ قرآن مکمل ہے۔ ہمیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کسی نے کہہ دیا کہ یہ تو یہودیوں اور مجوسیوں سے لی ہوئی باتیں ہیں۔ کوئی حضرت عیسیٰ نبی اللہ کو واپس لانا چاہتا ہے۔ جن کے آنے سے ختم نبوت اس طرح ٹوٹ جاتی ہے جس طرح قادیانیوں نے اسے توڑا ہے۔ پس اگر افراط کے رنگ میں نبوت کا دروازہ کھلتا ہے، تو تفریط کے رنگ میں یا حدیث کا انکار کر کے نبوت کے ایک عظیم الشان جزو کا انکار ہوتا ہے۔ یا پھر ختم نبوت کا انکار ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی لایا جاتا ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ ایک مستقل شریعت، ایک نبی اور ایک ہی دین کے ماتحت تمام دنیا کو ایک مرکز پر جمع کر دے، تاکہ مختلف لوگ ایک ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر امن و صلح سے زندگی بسر کریں۔

اعتدال اور میانہ روی پر چلنے والا گروہ

ان دونوں پہلوؤں سے پاک رکھ کر پیشگوئی کو ماننے والا صرف ایک ہی گروہ ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانچ وقت پڑھنے کے لئے یہ دعا سکھائی تھی۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَالضَّآلِّیْنَ (۷-۵:۱) کہ اے اللہ ہمیں افراط و تفریط سے محفوظ رکھ کر اعتدال اور میانہ روی کے سیدھے راستے پر قائم رکھیو۔ اور اس گروہ کے راستے پر چلائیو جو صراط مستقیم پر ہوں اور ان لوگوں کے راستہ سے بچائیو۔ جنہوں نے غلو کر کے مسیح کو نبی سے خدا کا بیٹا بنا دیا اور گمراہ کہلائے اور ان لوگوں کے طریق سے بھی بچائیو جنہوں نے مسیح کو جھٹلایا اور پیشگوئیوں کا بھی انکار کر دیا اور خدا کے غضب کے نیچے آگئے۔ لیکن افسوس کہ سنت اللہ پوری ہو کر رہی۔ مثیل مسیح آیا تو اس کے پہلے مسیح سے مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ افراط و تفریط پیدا ہو۔ چنانچہ آج ایک گروہ نے غلو کر کے آپ کو نبی ٹھہرایا ہے۔ اور

دوسرے نے مطلق انکار کر دیا ہے۔

میانہ روی مشکل کام ہے

افراط و تفریط کے دونوں پہلو نمایاں ہیں۔ طاقتور معلوم ہوتے ہیں۔ مگر درمیانہ راستہ ہمیشہ مشکل ہوتا ہے۔ اور دنیا میں ہر لمحہ انقلابات کی موجودگی میں بہت کم انسان ہیں، جو درمیانی راستہ پر قائم رہتے ہیں۔ اور اکثر ایسے ہیں، جو ایک نہ ایک جانب جھک جاتے ہیں۔ کسی امر کو لے لو۔ افراط و تفریط آسان نظر آئیں گے، مگر اعتدال مشکل۔ خدا کے فضل سے اس مختصر سی جماعت نے اصل مقصد کو سامنے رکھا ہے۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ دونوں گروہ باوجود کثرت تعداد و مال کے، اشاعت اسلام کے مقصد کو بھولتے جا رہے ہیں۔ باہم لڑائی جھگڑے ہیں۔ سیاسی اقتدار کی جنگ اور کثرت تعداد کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ دنیا اسی نقشہ کو پسند کرتی ہے۔ لوگ شور و ہنگامہ سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی نگاہیں کام کی بجائے ظاہری شور و شر کی طرف اُٹھتی ہیں۔ بڑے بڑے حقائق کو بھول جاتے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پیچھے ڈال دیا جاتا ہے۔ اور کامیابی کی پیشگوئی کا وقت ایک مدت کے لئے ٹل جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور

یہ جماعت تعداد کے لحاظ سے سب سے چھوٹی ہے۔ مگر کام کے لحاظ سے تمام اسلامی جماعتوں سے طاقتور ہے۔ یورپ کا لٹریچر پڑھ جاؤ۔ وہاں ہمارے کام کی جھلک نمایاں نظر آئے گی۔ اور واضح ہو جائے گا کہ ہمارے کام کا کس قدر اثر پڑا ہے۔ آج قرآن شریف کے ترجمے تو بہت ہو گئے، مگر اب بھی جا دیکھیں۔ خواہ مسلمان ہوں یا عیسائی، سب کے دل پر اس ترجمہ کا اثر ہے۔ ہمارے سامنے مسٹر پکتھال (خدا مغفرت کرے) نے ترجمہ کیا۔ گو اہل زبان تھے۔ عربی دان علماء مصر سے مدد بھی لی، مگر وہ قبولیت حاصل نہ ہوئی۔ اوروں نے بھی کئے۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ وہی نقطہ نگاہ قابل قبول ہے، جسے ہم پیش کر رہے ہیں۔ انسان ظاہری باتوں سے جلد مرعوب ہوتا ہے۔ بعض اوقات دھوکا لگتا ہے۔ کوئی لمبے خطبوں سے مرعوب ہے۔ کوئی زور شور کے ریزولیوشنوں سے مرعوب ہے۔ کوئی اخبارات کے شور و غوغا کو ہی بڑا کام سمجھتا ہے۔ مگر یہ سب بے حقیقت باتیں ہیں۔ عمل ہی قوت ہے۔ اس کے بغیر کچھ نہیں!

جماعت کی قوتوں کو مضبوط کریں

یاد رکھو کہ پاکیزہ سے پاکیزہ خیال قوت کے بغیر نہیں پھیلتا۔ اور وہ بادشاہی طاقت نہیں، مادی طاقت نہیں، بلکہ جماعت کی ایمان کی قوت ہے۔ ایمان کی قوت کے بغیر کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا۔ ایمان کو تقویت دینا اسلام کو قوی اور مضبوط کرنا ہے۔ بعض دوست سمجھے بیٹھے ہیں کہ چلو کام ہو ہی رہا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ حقیقت سے دور ہے۔ کل ہم مریں گے کام رہ جائے گا۔ ضرورت اور اشد ضرورت ہے کہ اس جماعت کو، نہیں نہیں، اس اشاعت دین کے کام کو مضبوط چٹان پر قائم کریں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کام عظیم الشان ہے، اشاعت قرآن کا کام ہے تو خوب یاد رکھو کہ اس کے لئے جماعت کی قوتوں کو مضبوط کرنا لازمی امر ہے۔ خدا پر ایمان لانا کیا ہے؟ اس کے ہر حکم کے آگے سر جھکا دینا، سب سے بڑھ کر قربانیاں کرنا اور مال خرچ کرنا، یہی امر جماعت کو مستحکم کر سکتا ہے۔

خُدا کے نام پر دل کھول کر صرف کریں

اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ چند آنے یا چند روپے ماہوار دینے سے فرض ادا ہو گیا۔ ایک زبردست رکاوٹ ہے کہ چھوٹا سا کام کر کے سمجھ لیا کہ فرض ادا ہو گیا۔ ایک آسودہ حال دوست سے، جو چند روپے ماہوار چندہ دیتے تھے، ایک دوسرے دوست نے پوچھا کہ آپ مہتر (خاکروب) کو ماہوار کیا دیتے ہیں؟ تو

انہوں نے ایسی رقم بتائی، جو ان کے ماہوار چندے سے زیادہ تھی۔ دنیاوی امور میں ہزار ہا روپے اُٹھ جاتے ہیں۔ برباد ہو جاتے ہیں اور کسی کام نہیں آتے، مگر انسان ان کے خرچ کرنے میں تنگ دل نہیں ہوتا۔ خدا کے نام پر دینے کا ذکر آئے تو ہزاروں عذر بن جاتے ہیں۔ کہ فلاں شخص پر یہ اعتراض ہے۔ اور فلاں کام ہمارے منشاء کے مطابق نہیں ہوتا۔ ہم اپنا روپیہ یہاں کیوں برباد کریں؟ مگر یاد رکھو کہ یہی روپیہ ہے، جو برباد نہ ہوگا۔ کسی ٹھکانے نہ لگے تو بھی برباد نہ ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قسم ہے ربِّ کعبہ کی۔ وہ لوگ نقصان میں ہیں جو روپیہ جمع کرتے ہیں، سوائے ایسے اشخاص کے جو آگے پیچھے دائیں بائیں اپنے مال کو (راہ حق) میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم میں سے ایسا کون شخص ہے، جو اپنے وارث کے مال کو زیادہ عزیز سمجھتا ہے؟ مخاطبین نے کہا۔ یارسول اللہ! ہم میں سے تو ایسا کوئی نہیں ہے جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ فرمایا "یاد رکھو۔ انسان کا مال وہی ہے، جو اس کے آگے نکل گیا۔ اور جو اس کے پیچھے رہا وہ اس کے وارث کا ہے۔" یاد رکھو کہ جب تک یہ خیال نہ ہو کہ علم، مال، طاقت سب کچھ خدا کے لئے ہے، اس وقت تک کامیابی محال ہے۔

خُدا کی محبت سب چیزوں پر غالب ہونی چاہیے

بلاشبہ زندگی بسر کرنے کے لئے کاروبار اور مکانات ہر چیز کی ضرورت ہے، مگر ان کی محبت پر خدا کی محبت غالب ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا صاف فرمایا ہے قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَاَبۡنَآؤُکُمۡ وَاِخۡوَانُکُمۡ وَاَزۡوَاجُکُمۡ وَعَشِیۡرَتُکُمۡ وَاَمۡوَالُ ۣ اقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ (۹:۲۴) اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ان مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے مال جو تم نے جمع کئے ہیں، اور تمہاری تجارت جس کی کساد بازاری کا تمہیں ڈر ہے، اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں، تو پھر ٹھہرو یہاں تک کہ خُدا کی سزا تم کو آئے اور جو بدعہد لوگ عہد کو توڑتے ہیں، ان کی اللہ تعالیٰ کامیابی کی راہ کی طرف رہنمائی نہیں کرتا۔

اور وہ عہد کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ (۹:۱۱۱) بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے جنت کے عوض ان کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے۔ پس جو اس عہد کو توڑتے ہیں، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

قربانی سے قوم بنتی ہے: تقریروں، خطبوں اور درسوں سے کچھ نہیں بنے گا۔ جو کچھ بنتا ہے، قربانیوں سے بنتا ہے۔ جب ایک جماعت اپنی زندگی اور مال راہ حق میں وقف کر دیتی ہے، اعلاء کلمۃ اللہ میں مصروف ہو جاتی ہے، لوگوں کو بلاخوف اَمۡرٌ بِالۡمَعۡرُوۡفِ اور نَهۡیٌ عَنِ الۡمُنۡکَرِ کی دعوت دیتی ہے، اس وقت جو نصرت آتی ہے، اس کی نظیر محال ہے۔ وہی ہے جو عالم کو اک عالم دکھاتی ہے۔ آج بھی بے شک نصرت الٰہی ہمارے شامل حال ہے۔ ورنہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا کہ اس قدر عظیم الشان کام کر سکے!

اپنی کمزوریوں پر نگاہ رکھیں

سچ ہے کہ اپنی کمزوریوں پر بھی نگاہ رکھنی چاہیے۔ کیونکہ کمزوریوں کا احساس بھی ترقی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ حضرت یونسؑ نے مصائب میں فرمایا تھا۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (۲۱:۸۷) اے خدا! صرف تو ہی معبود برحق ہے۔ تو کمزوریوں سے پاک ہے۔ نقص مجھ میں ہی تھا۔ جب یہ احساس ہوتا ہے کہ میرے

نقائص اور میری کمزوریوں کی وجہ سے نصرت رکی ہوئی ہے اور انسان کا اصلاح کے لئے قدم اُٹھتا ہے، تو نصرت آتی ہے۔ وہ خدا جس نے یونسؑ کی التجا کو سنا اور اس کے غموں کو دور کیا، وہ ہماری التجا کو بھی سنے گا۔ اور ہمارے غموں کو بھی دور کرے گا۔ اس کا وعدہ ہے كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (۲۱:۸۸) ہاں! آج بھی اگر یہ آواز دل کی گہرائی سے نکلے۔ اور قوم اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کی اصلاح پر کمربستہ ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ کی نصرت بالکل قریب ہے۔

مسیح موعود کی پیشگوئی کا رَدّ اشاعت اسلام کے کام کو نقصان پہنچاتا ہے

دین کو غالب کرنے کا یہ مقصد بڑا عظیم ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ تمام مسلمان اس کی طرف رجوع کریں گے۔ مسلمانوں نے اس پیشگوئی کو رَدّ کر کے سخت نقصان کیا ہے۔ اور اسی طرح غلو کرنے والوں نے بھی اشاعت اسلام کے کام کو نقصان پہنچایا ہے۔ کہ انہوں نے نبوت کا دروازہ کھول کر مسلمانوں ہی کو کافر بنا رکھا ہے!

عمل میں اختلاف نہ ہونا چاہئے

بلاشبہ ہماری جماعت میں بڑی آزادی خیال ہے۔ ایک شخص ایک مسئلہ کو ایک طرح سمجھتا ہے، تو دوسرا دوسری طرح۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اختلاف باعث رحمت ہے۔ اس سے علم بڑھتا ہے کورانہ تقلید لغو چیز ہے۔ لیکن عمل میں اختلاف برباد کن ہے۔ فوج کا کمانڈر حکم دے۔ اور فوج مختلف راہوں پر چل نکلے، تو نتیجہ یقیناً تباہی ہوگا۔ ضروری ہے کہ جماعت عمل میں ایک حکم کے ماتحت ہو۔ جونہی کام کا حکم ہو، تو آزادی گم ہو جائے۔ آزادی خیالات میں ہے، عمل میں نہیں۔ ورنہ کامیابی ناممکن ہے۔ کام تبھی ہوتا ہے، جب ایک ہو کر کیا جائے۔ اور جتھا اور استحکام اس قدر زبردست ہو کہ کوئی فرد بھی اس حکم سے سر مو انحراف نہ کرے۔ پیر پرستی کی تنظیمیں ہندوستان میں بہت ہیں۔ اور بڑی بڑی زبردست۔ مگر ان سے ملت کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور بالآخر ان کا نقصان ان کے نفع سے بہت زیادہ ثابت ہوگا۔ صحیح اصول پر جماعت کو بنانا اور پھر اس میں ذاتی خیالات کو قربان کر کے ایک ہو جانا بہترین نمونہ ہے، جو کوئی قوم پیش کر سکتی ہے۔ ہماری قوم کے لئے یہ وقت ہے کہ وہ نمونہ پیش کرے۔ (پیغام صلح ۳ اگست ۱۹۳۶ء)

(فہرست مضامین)

اخبار

آئیوری کوسٹ۔

ایک سال کی جدوجہد کے بعد حکومت نے جماعت کو رجسٹر کر لیا ہے۔

اِس سال جلسہ پر ۳۰ نئے احباب نے بیعت کی۔

جماعت نے اپنی الگ مسجد کا انتظام کیا ہے۔

محمد دا پرافٹ کا فرنچ ترجمہ چھپ رہا ہے۔

گینی۔

جو احباب جماعت قائم کرنا چاہتے ہیں اُن کے تعاون سے ایک چھوٹے سے گاؤں کے باہر ایک جلسہ کا انتظام کیا جس میں قریباً ۵۰۰ مرد وزن نے حصہ لیا اور جلسہ کے اختتام پر تمام احباب نے بیعت کی۔ ہمارے پاس صرف ۶۶ بیعت فارم تھے جو احباب نے مکمل کئے۔ دیگر احباب بعد میں فارم مکمل کر کے بھیجیں گے۔

(فہرست مضامین)